AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

اسلام اور دیگر مذاہب میں عورتوں کے حقوق کا تصور: ایک تقابلی مطالعہ

The Concept of Women Rights in Islam & other Religions: A Comparative Study

Dr. Khawaja Saif Ur Rehman
Lecturer Islamic Studies, Social &Allied Sciences Department, Cholistan University of veterinary &Animal Sciences, Bahawalpur

Dr. Hafiz Muhammad Siddique
Lecturer Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur,
hm.siddique@iub.edu.pk

Abstract

It has been discussed in this article women rights in the light of different religions. First of all, it has been discussed women rights in the light of Islam. Islam gave the right of live, Marriage, Economical rights and the rights of inheritance. Islam gave to women right of divorce, right to good treatment. No one has given the respect that Islam has given to women as mother, sister, daughter and wife. Islam gives more importance to the mother than father. Secondly, it has been discussed women rights in the light of Judaism. The old Testament verses differ regarding women's rights, some protecting them and some restricting them. Honor your father and mother, so that your days may be long, which the lord gives you. Inheritance is usually given to men, but in some cases women were also given the right to it. The right to divorce is given only to men, women are not given any power. Sometime women's testimony is not considered equal to men's testimony. In Judaism women is considered impure during menstruation and postpartum period. Thirdly, discussed women rights in light of Christianity. Saint Paul says that woman should lean perfect submission and I do not allow a woman to rule over man. A woman cannot be the owner of her own earnings. She does not have the right to divorce. There is no scope for remarriage. Fourthly, discussed women's rights in the light of Hinduism. A woman is always weak and unfaithful. It is necessary for a woman to be the property of her father in childhood, her husband in youth and after her husband, her sons. After studying the rights of women in the light of all religions, we have come to the conclusion that no other religion or civilization has given women the status and respect that Islam has given them.

Keywords: *Women, Rights, Islam, Judaism, Christianity, Hinduism*

تعارف:

اسلام کی آمد سے قبل معاشرہ میں عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی، ان کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا، جب اسلام آیا تو اس نے عورتوں کو وہ حقوق دیے جو آج تک کسی مذہب نے نہیں دیے۔ اس نے عورت کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ وہ عورت جس کی حالت غلاموں سے بھی بدتر تھی اور جس کو جینے کا بھی حق نہیں تھا، اسلام نے نہ صرف اس کو جینے کا حق دیا بلکہ اس کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے عزت دی۔ اور اس کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی حقوق مقرر کیے۔ آج اسلام پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کے حقوق مرد کے مساوی نہیں ہیں، اور اسلام نے عورت کو وہ حقوق نہیں دیے جو اس کے ہونے چاہیے تھے، اس مقالہ میں ان معترضین کے اعتراضات کا دلائل سے جواب دیا گیا ہے۔ چونکہ اسلام ایک دین فطرت ہے، اس نے عورت کو وہ حقوق دیے جن کی وہ مستحق تھی۔ عورت تمدن انسانی کا مرکز ہے، وہ گلشن ارضی کی زیب وزینت ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت کے حقوق میں عدل سے کام لیا ہے، اور حقوق دینے میں مساوات کا مظاہرہ کیا ہے، اسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے ہم عورتوں کے حقوق میں اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کریں گے، کہ اسلام نے عورتوں کو زیادہ حقوق دیے ہیں یا دوسرے مذاہب نے دیے ہیں۔

اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تصور

زندہ رہنے کا حق:

اسلام سے قبل بچیوں کو زندہ در گور کرنے کا رواج تھا، جب اسلام آیا تو اس نے عورت کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ اور یہ بے رحمانہ طریقہ مختلف وجوہ کی بنا پر رواج پذیر تھا۔ ان میں ایک وجہ معاشی بدحالی تھی کہ کھانے والے کم ہوں ان کو پالنے کا بار کم پڑے، بیٹوں کو تو اس امید پر پال لیا جاتا کہ بعد میں وہ سہارا بنیں گے، جبکہ بیٹیوں کو اس وجہ سے مار دیا جاتا کہ ان کو جوان ہونے تک پالنا پڑے گا، پھر ان کی شادی کرنا ہو گی، اور اگر کسی سے لڑائی ہو جاتی تو بیٹیوں کی الٹا حفاظت کرنا پڑتی کہ کہیں دشمن قبیلہ غالب آکر ہماری بیٹیوں کو لونڈیاں نہ بنا لے، پھر کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے گڑھا کھود دیا جاتا کہ بچی پیدا ہوتے ہی گڑھے میں گر جاتی اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی اور کبھی ماں اس پر راضی نہ ہوتی تو اس کو نہ چاہتے ہوئے کچھ عرصے کے لیے پالا جاتا پھر اس کو صحرا میں لے جا کر زندہ دفن کر دیا جاتا۔ اس قسم کا ایک واقعہ حدیث کی کتب میں ذکر کیا گیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے اپنا زمانہ جاہلیت کا ایک واقعہ بیان کیا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت مانوس تھی۔

عَنْ مَسَرَّةَ بْنِ مَعْبَدٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ أَبِي الْحَرَامِ مِنْ لَخْمٍ عَنِ الْوَضِينِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعِبَادَةِ أَوْثَانٍ، فَكُنَّا نَقْتُلُ الْأَوْلَادَ، وَكَانَتْ عِنْدِي بِنْتٌ لِي فَلَمَّا أَجَابَتْ، وَكَانَتْ مَسْرُورَةً بِدُعَائِي إِذَا دَعَوْتُهَا، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا، فَاتَّبَعَتْنِي فَمَرَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بِئْرًا مِنْ أَهْلِي غَيْرَ بَعِيدٍ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَرَدَّيْتُ بِهَا فِي الْبِئْرِ، وَكَانَ آخِرَ عَهْدِي بِهَا أَنْ تَقُولَ: يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَكَفَ دَمْعُ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْزَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: «كُفَّ فَإِنَّهُ يَسْأَلُ عَمَّا أَهَمَّهُ» ثُمَّ قَالَ لَهُ: " أَعِدْ عَلَيَّ حَدِيثَكَ فَأَعَادَهُ، فَبَكَى حَتَّى وَكَفَ الدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ عَلَى لِحْيَتِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا عَمِلُوا، فَاسْتَأْنِفْ عَمَلَكَ [1]

قرآن نے اس فعل قبیح کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ - بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ [2]

ترجمہ: جب زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

اسلام نے بیٹی کی پیدائش اور اس کی پرورش کو باعث رحمت و ثواب اور نجات قرار دیا، جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کی کئی احادیث مروی ہیں کہ جن میں بچی کی پیدائش کے بعد اس کی پرورش، تربیت اور نکاح کو بخشش کا ذریعہ قرار دیا گیا، گویا کہ اس کو زندہ رہنے کا حق دیا۔ جیسا کہ حسبِ ذیل احادیث میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے:

مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ [3]

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ [4]

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الجَنَّةُ [5]

مَا مِنْ مُسْلِمٍ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ، أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ [6]

نکاح کا حق:

اسلام نے جس طرح مرد کو نکاح کا حق دیا اسی طرح عورت کو بھی نکاح کا حق دیا ہے۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ [7]

حدیث میں ہے:

لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ» [8]

معاشی حق:

اسلام نے بعض مقامات پر عورت کو مرد سے زیادہ عزت دی ہے۔ کمانے کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے عورت پر نہیں۔ لیکن کمانے سے منع بھی نہیں کرتا۔ اس کی اولین مثال حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں جو کہ تجارت کیا کرتی تھی۔ حضرت سودہؓ چمڑے کا کاروبار کرتی تھیں۔ حضرت خولہؓ اور حضرت صفیہؓ عطر تیار کرتی تھیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ [9]

مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔

حسن سلوک کا حق:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا [10]

اس آیت میں عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ [11]

اور ان عورتوں کے بھی اسی طرح حقوق ہیں جیسے ان کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں۔

تعلیم کا حق:

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ [12]

اگر عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو اسے اپنے حقوق و فرائض کے بارے معلومات ہوگی۔ تو ثابت ہوا اسلام عورت کو تعلیم حاصل کرنے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ فرض قرار دیتا ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ [13]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرْآنَ وَعَلَّمَهُ [14]

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن کو پڑھے اور پڑھائے۔

وراثت کا حق:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا [15]

مردوں کے لیے حصہ اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین قرابت دار اس میں تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔

زمانہ جاہلیت میں عورت کو میراث سے محروم کیا جاتا تھا تو اسلام نے اس رسم کو باطل قرار دیا اور وعورت اور مرد دونوں کو میراث کا حقدار ٹھہرایا۔

ماں کا درجہ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ [16]

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ تو شکر ادا کر میرا اور اپنے والدین کا۔

اس آیت میں اللہ نے والدین کی فرمانبرداری اور اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی اور پھر اس کا سبب بیان کیا کہ ماں بچہ کی وجہ سے تکلیف پر تکلیف برداشت کرتی ہے۔ گویا کہ ماں کا حق زیادہ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا [17]

ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور مشقت سے اس کو جنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَحَقُّ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: " أُمُّكَ "، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " ثُمَّ أُمُّكَ "، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " ثُمَّ أُمُّكَ "، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " ثُمَّ أَبُوكَ [18]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔

تو اس حدیث میں ماں کو باپ کے مقابلے میں زیادہ حق دیا گیا۔

طلاق کا حق:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ[19]

پس اگر تمھیں اس بات کا ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس مال کے لینے دینے میں جس کے ذریعہ عورت اپنی جان چھڑائے۔

تو ثابت ہوا اسلام نے ناموافق حالات کی صورت میں عورت کو بھی طلاق لینے کا اختیار دیا ہے۔ کہ وہ اپنے مہر کی رقم واپس دے کر اپنی جان چھڑوا سکتی ہے۔

یہودیت میں عورت کے حقوق کا تصور:

عھد نامہ قدیم کی آیات عورتوں کے حقوق کے بارے میں مختلف ہیں، کچھ آیات تو ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور کچھ آیات ان کے حقوق کو محدود کرتی ہیں۔

حقوق کی حفاظت کرنے والی آیات:

والدین کا احترام:

"اپنے باپ اور ماں کا احترام کرتا کہ تیری عمر لمبی ہو جو تجھے خداوند دیتا ہے"[20]

"اگر کوئی شخص کسی غلام کو مارتا ہے اور اس کی آنکھ پھوڑ دیتا ہے یا دانت توڑ دیتا ہے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا"[21]

یہ آیات اگرچہ غلاموں کے متعلق ہیں لیکن اس میں عورت بھی آجاتی ہے۔

وراثت کا حق:

وراثت عام طور پر مردوں کو ملتی لیکن بعض حالات میں عورتوں کو بھی اس کا حق دیا گیا جیسا کہ روایات میں آتا ہے۔

"اگر کسی مرد کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی بیٹیوں کو وراثت ملے گی"[22]

بیواؤں اور یتیموں کی دیکھ بھال:

"وہ یتیم اور بیوہ سے انصاف کرتا ہے اور پردیسی سے محبت رکھتا ہے اور انہیں کھانا اور کپڑے دیتا ہے"[23]

عورت کے حقوق کو محدود کرنے والی آیات:

مرد کی عورت پر برتری:

"اور اس نے عورت سے کہا میں تیرے حمل کی تکلیف کو بہت بڑھا دوں گا، تو درد کے ساتھ بچہ جنے گی، تیری خواہش اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا"[24]

طلاق کا حق:

طلاق کا حق صرف مرد کو دیا گیا وہی طلاق دینے کا حق رکھتا ہے، عورت کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔

کتاب استثنا میں ہے کہ مرد عورت کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے اگر اسے عورت میں کوئی ناپسندیدہ چیز ملے، عورت کو خود طلاق کا حق نہیں[25]

اس سے معلوم ہوا کہ ناموافق حالات میں اگرچہ قصور مرد کا ہی کیوں نہ ہو عورت کو طلاق کا کوئی اختیار نہیں۔

شھادت کا حق:

خواتین کی گواہی کو بعض اوقات مردوں کی گواہی کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔

جنسی قوانین:

جنسی قوانین میں خواتین پر زیادہ پابندیاں لگائی گئی ہیں۔

استثنا کی آیات میں شادی سے پہلے زنا کرنے والی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم ہے اور مرد کے لیے کوئی سزا نہیں[26]

عورت کی نجاست:

عورت کو حیض اور نفاس میں ناپاک قرار دیا گیا ہے[27]

عیسائیت میں عورت کے حقوق کا تصور:

اے عورتو! تم میں سے ہر ایک حوا ہے۔ خدا کا فتویٰ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی تم میں موجود ہے، تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہو گا، تو تم شیطان کا دروازہ ہو۔ تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا۔[28]

سینٹ پال جو موجودہ عیسائیت کا بانی ہے وہ عورت کے بارے میں کہتا ہے کہ عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سیکھنا چاہئے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے اور وہ مرد پر حکم چلائے بلکہ خاموش رہے کیوں کہ پہلے آدم بنایا گیا اس کے بعد حوا کو، اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔[29]

کرائم سوسٹم کی رائے عورت کے بارے میں یہ ہے کہ عورت ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطر، ایک آراستہ برائی ہے۔[30]

عیسائیت میں عورت کو ہمیشہ پست رکھنے کی کوشش کی گئی، وراثت اور ملکیت میں اس کے حق کو محدود رکھا گیا، حتیٰ کہ وہ اپنی کمائی کی خود مالک نہیں بن سکتی، طلاق اور خلع کا اس کو اختیار نہیں، نکاح کو ناقابل انقطاع قرار دیا گیا۔ نکاح ثانی کی گنجائش نہیں۔ نکاح ثانی کو مہذب زنا قرار دیا گیا۔[31]

ہندومت میں عورتوں کے حقوق کا تصور:

ہندو مذہب دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ ہندو مذہب کا آغاز اس وقت ہوا جب آریاؤں نے 17 سو (ق م) برصغیر پر حملہ کیا تھا۔ آریاؤں کی آمد سے قبل دراوڑ تہذیب میں عورت خاندان کی سربراہ تصور کی جاتی تھی اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ویدک دور میں بھی عورت کی حیثیت بہتر نظر آتی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ عورت کے حقوق کو نظر انداز کیا گیا، منو سمرتی کے مطابق عورت ہمیشہ کمزور اور بے وفا ہے اور اس کا ذکر ہمیشہ حقارت کے ساتھ آیا ہے۔[32]

جھوٹ بولنا عورت کا وصف ہے۔[33]

عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن میں باپ کی ملکیت، جوانی میں شوہر اور شوہر کی وفات کے بعد بیٹوں کی ملکیت اور اختیار میں رہے۔[34]

اگر شوہر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی اور مرد سے تعلقات پیدا کرنے کا کہہ سکتا ہے تاکہ وہ اولاد پیدا کر سکے، یہ عورت دوسرے مرد سے صحبت کرے گی، بچہ جنے گی، لیکن بیوی وہ اس پہلے شوہر کی ہی رہے گی۔ اسی کے گھر میں رہے گی اور پہلا شوہر ہی نان و نفقہ کا ذمہ دار ہو گا۔[35]

ستی کی رسم سے پتہ چلتا ہے کہ ہندومت میں عورت کی کیا حیثیت رہی ہے۔ شوہر کے فوت ہوتے ہی عورت کو زندہ در گور کر دیا جاتا۔ وہ کبھی دوسری شادی نہ کر سکتی ۔ وہ عورتیں جو ستی کی رسم ادا نہ کرتیں ان کو گھر کی لونڈی اور دیوروں کی نوکرانی بنا دیا جاتا۔ ڈاکٹر گستاؤلی بان کے مطابق

:" بیواؤں کو اپنے شوہروں کی لاش کے ساتھ ستی کرنے کا ذکر منوشاستر میں نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں عام ہو چلی تھی یونانی مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے"۔[36]

ستی کی رسم سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا گیا ہے۔اس کے رشتہ دار جائیداد لیں گے لیکن اس کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو مذہبی تعلیم سے بھی محروم کیا جاتا تھا۔ عورت کو نکاح ثانی کی اجازت نہیں تھی۔اس کو اختیار تھا چاہے تو ستی ہو جائے یا بیوہ بن کر رہے۔

خلاصۃ البحث:

اس مقالہ میں مشہور مذاہب کی روشنی میں عورتوں کے حقوق بیان کیے گئے،ان تمام مذاہب کی روشنی میں عورتوں کے حقوق کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں وہ کسی بھی مذہب اور تہذیب نے نہیں دے اور اسلام نے عورت کو جو مقام اور عزت دی ہے وہ کسی بھی معاشرہ، تہذیب اور مذہب نے نہیں دی۔ کسی نے تو عورت کے زندہ رہنے کے حق کو چھین لیا،اور کسی نے طلاق کے حق کو چھین لیا،اور کسی نے ملکیت کے حق کو چھین لیا، کسی نے وراثت کے حق کو ختم کر دیا،اور کسی نے نکاح ثانی کے حق کو چھین لیا۔اور کسی نے تو اسے محض مرد کی لونڈی قرار دیا۔اور کسی نے گناہگار قرار دیا۔ آج عورتوں کے حقوق کی جو آواز لگائی جاتی ہے اور ۸ مارچ کو باقاعدہ دنیا میں عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے اور اس میں عورتوں کے حقوق کی بات کی جاتی ہے۔تو اس میں اسلام کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا،چونکہ اسلام تو ان کو پہلے اتنے حقوق دے چکا ہے کہ جو آج تک کسی مذہب میں نہیں دیے گئے۔اسلام نے تو نہ انہیں زندہ رہنے کا حق دیا بلکہ انہیں آزادی، نکاح ،طلاق ،وراثت، تعلیم ،ملکیت ،معاش اور نہ جانے کتنے حقوق دیے جو آج تک کسی مذہب نے نہیں دیے،اور انہیں ماں ،بہن ،بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے جو عزت اور تکریم عطا کی ہے وہ بھی آج تک کسی نے عطا نہیں کی۔

حوالہ جات

---

[1] أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، المسند (الرياض: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، ١٤١٢ ھ – ٢٠٠٠) حديث :٢-

Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān al-Dārimī, al-Musnad (al-Riyāḍ: Dār al-Mughnī li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 1412 H – 2000), Ḥadīth: 2.

[2] القرآن الكريم، التكوير ٨١: ٨-

The Qurʾān, al-Takwīr 81: 8.

[3] أبو عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري،الجامع الصحيح (بيروت: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ھ) حديث: ١٤١٨-

Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 1422 H), Ḥadīth: 1418.

[4] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستانى، السنن (بيروت: مؤسسة الرسالة، ١٤١٩ھ) حديث: ٥١٤٧-

Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, al-Sunan (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1419 H), Ḥadīth: 5147.

[5] أبو عيسیٰ محمد بن عيسى الترمذى، السنن (بيروت: دار الغرب الإسلامي، ١٩٩٨)، حديث:١٩١٦-

Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Sunan (Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Ḥadīth: 1916.

[6] أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، الصحيح (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية، ١٤١٤ھ) حديث: ٢٩٤٥-

Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥibbān ibn Aḥmad ibn Ḥibbān, al-Ṣaḥīḥ (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, al-Ṭabʿah al-Thāniyah, 1414 H), Ḥadīth: 2945.

[7] القرآن الكريم، النور٢٤: ٣٢-

The Qurʾān, al-Nūr 24: 32.

[8] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث:۵۱۳۶-

al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 5136.

[9] القرآن الكريم، النساء ۴: ۳۲-

The Qurʾān, al-Nisāʾ 4: 32.

[10] أيضاً:۱۹-

ibid., 19.

[11] القرآن الكريم، البقرة ۲: ۲۲۸-

The Qurʾān, al-Baqarah 2: 228.

[12] القرآن الكريم، النساء ۴: ۳۴-

The Qurʾān, al-Nisāʾ 4: 34.

[13] أبو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجة، السنن، (بيروت: مؤسسة الريان، الطبعة الاولى، ۱۴۳۱ھ) حديث:۲۲۴-

Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah, al-Sunan (Bayrūt: Muʾassasat al-Rayyān, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 1431 H), Ḥadīth: 224.

[14] البخاری، الجامع الصحیح ، حدیث: ۵۰۲۷-

al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 5027.

[15] القرآن الكريم، النساء ۴: ۷-

The Qurʾān, al-Nisāʾ 4: 7.

[16] القرآن الكريم، لقمان ۳۱: ۱۴-

The Qurʾān, Luqmān 31: 14.

[17] القرآن الكريم، الاحقاف ۴۶: ۱۵-

The Qurʾān, al-Aḥqāf 46: 15.

[18] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، المسند (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ ھ - ۲۰۰۱، **حدیث:۸۳۴۴**۔

Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, al-Musnad (Muʾassasat al-Risālah, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 1421 H – 2001), Ḥadīth: 8344.

[19] القرآن الكريم، البقرة ۲: ۲۲۹-

The Qurʾān, al-Baqarah 2: 229.

[20] خروج۱۲: ۲۰۔

Khurūj 12: 20.

[21] ایضاً،۲۶: ۲۱-۲۷۔

ibid., 26: 21–27.

[22] گنتی۱: ۱۱ -۲۷۔

Gintī 1: 11–27.

[23] استثنا۱۸:۱۰۔

Isthithnā 10: 18.

[24] پیدائش:۳: ۱۶۔

Pīdāʾish 3: 16.

[25] استثنا۱: ۴-۲۴۔

Isthithnā 1: 4–24.

[26] ایضاً، ۲۰،۲۱،۲۲۔

ibid., 20, 21, 22.

[27] احبار۱۹: ۱۵-۳۱۔

Aḥbār 19: 15–31.

[28] ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام،(الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور) ص ۴۶۶ ۔

Dr. Khālid ʿAlawī, Islām kā Muʿāsharatī Niẓām (al-Fayṣal Nāshirān wa Tājirān, Urdu Bāzār, Lāhaur), p. 466.

[29] ایضاً، ص:۴۶۶ ۔

ibid., p. 466.

[30] کرنتھیوں کے نام پہلا خط، ب ۱۱، آیت ۳ تا ۱۰ ۔

Karantīyūn ke Nām Pahlā Khaṭ, bāb 11, āyat 3 tā 10.

[31] یہودیت اور عیسائیت میں خواتین کے احکام وراثت کا تنقیدی مطالعہ "الوفاق" جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۲، دسمبر ۲۰۲۱): ۱۴۵۔

"Yahūdiyyat aur ʿĪsāʾiyyat meṅ Khawātīn ke Aḥkām-i Wirāthat kā Tanqīdī Muṭālaʿah," al-Wifāq, vol. 4, no. 2 (December 2021): 145.

[32] گستاؤلی بان، تمدن ہند، ترجمہ: سید علی بلگرامی، (آگرہ: مطبوعہ شمشی، ۱۹۱۲) ص: ۲۳۶، ۱۹۱۳۔

Gustāw Lī Bān, Tamaddun-i Hind, tarjuma: Sayyid ʿAlī Bilgrāmī (Āgrah: Maṭbūʿah Shamshī, 1912), pp. 236, 1913.

[33] منو، منو سمرتی، ادھیائے ۹، منتر ۱۷ ۔

Manu, Manu Smṛti, adhyāyah 9, mantra 17.

[34] ایضا، ۵، منتر ۱۴۷۔

ibid., 5, mantra 147.

[35] ایضا، ۹، منتر ۱۰۴ - ۱۰۵۔

ibid., 9, mantra 104–105.

[36] گستاؤلی بان، تمدن ہند، ص: ۲۳۸۔

Gustāw Lī Bān, Tamaddun-i Hind, p. 238.